

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشارات

حرم مراد

عوام الناس کو اللہ کی راہ میں جدوجہد کے لیے پکارنا اور جمع کرنا، اور انہیں اپنے ساتھ لے کر چلنا — یہی کارِ رسالت کا ما حاصل ہے۔ اس لیے اس کام کو نہ تو ترک کیا جاسکتا ہے نہ موخر، اور نہ اس سے غفلت برتی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کام کو صحیح طور پر انجام دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ داعی، مخلوقِ خدا کی طرف توجہ اور ان کے ساتھ مشغولیت میں، خود اپنی ذات کی طرف توجہ اور اس کام کے لیے زاوِ راہ جمع کرنے سے غافل نہ ہو جائے، اور خود اپنے نفس کو پکارنا اور اسے اپنے ساتھ ساتھ لے کر چلنا نہ بھول جائے۔ اس لیے کہ عام مخلوقِ خدا کی ہدایت بڑی بھاری ذمہ داری کا کام ہے، اس ہدایت کو قولِ ثقیل کہا گیا ہے، اور اس کام کو ایک کمر توڑنے والا بھاری بوجھ، **وِذْرَکَ الْاِثْنِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ**۔

کارِ رسالت کی انجام دہی کے لیے یہ زاوِ راہ کیا ہے؟ سب سے بڑھ کر، جس کے بغیر — جس درجہ میں اور جس قدر بھی بس میں ہو — یہ کام ہو ہی نہیں سکتا وہ ہے سب سے کٹ کر صرف اللہ کا ہو رہنا (حقیقت) اور ہر کام صرف اللہ کے لیے کرنا (اخلاص)۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم حنیف اور مخلص کے بلند سے بلند تر مقام کی آرزو کو اپنا مطلوب بنائیں، اور ان اعمال کا التزام کریں جو اس مقام کے حصول کا ذریعہ ہوں۔

دیکھیے! دین کا خلاصہ یوں بیان کیا گیا کہ **وَمَا اُمْرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنْفَاۗءَ** اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر (البینہ ۹۸: ۵) اور اس سے متصل ہی، بطور وسیلہ، نماز اور زکوٰۃ کی ہدایت کی گئی۔ پہلی وحی ہی میں انسانوں کو پیغامِ الہی پہنچانے کی ہدایت دی گئی کہ

”پڑھو (لوگوں کو سنانے کے لیے) اپنے رب کے نام سے“ — تو اس کے پہلو بہ پہلو، یہ ہدایت بھی درج کی گئی کہ ”سجدہ کرو“ اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو۔ بالکل آغاز ہی میں جب یہ وحی آئی کہ ”اٹھو اور خبردار کرو“ — تو اس کے بعد ہی فوراً یہ وحی بھی آئی کہ ”رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو... اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو... اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو“ اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ جب کہا گیا کہ ”اپنے رب کی نعمت (ہدایت) کا بیان کرو“ — تو ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ ”جب تم فارغ ہو تو (اللہ کی عبادت کے لیے) کمر باندھ لو“ اور اپنے رب ہی سے لو لگاؤ۔ ”اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے“ کا حکم دیا — تو ساتھ ہی معنوی و روحانی ساز و سامان کا بیان بھی کر دیا کہ ”پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو“ اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ جب کامیابی و فتح کا، اور ہڈ خُلُونِ لِي دِينِ اللّٰهِ اَفْوَا جًا کے الفاظ میں عوامی بہاؤ اور رجوع کا مژدہ سنایا — تو ساتھ ہی پر زور تاکید فرمائی کہ کثرت کے ساتھ اپنے رب کی حمد کرو اور کیونکہ عوامی بہاؤ کے ساتھ لغزشوں کا امکان زیادہ ہے اس لیے استغفار کا التزام کرو۔

دعوت و جہاد کی راہ اس زاوِ راہ کے بغیر طے نہیں ہو سکتی جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت دعوت و جہاد میں مشغول رہتے تھے، آپ کو ہر لمحہ یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ — سب کے سب — آپ کے ساتھی بن جائیں، اور جب لوگ آپ کا ساتھ دینے سے انکار کرتے تھے تو آپ ان کے غم میں گھلا کرتے تھے، ہر طرح کے لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ کا روبرو حکومت، صلح و جنگ، تعلیم و تزکیہ، قضا و افتا اور عام انسانی روابط و تعلقات جیسے کاموں میں بھی پوری طرح مشغول رہتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ راتوں کو نماز میں کھڑے رہتے تھے، ایک ہی مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار کر لیتے تھے، ہر وقت ذکرِ الہی میں مشغول رہتے تھے، اور پوری یکسوئی اور قلب کے پورے انہماک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہا کرتے تھے۔

آپ کی طرح کوئی نہیں ہو سکتا، لیکن جو بھی کسی نہ کسی درجہ میں دعوتِ عام اور جہاد کا وہی کام کرنا چاہتا ہو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے، اور آپ کے واسطے سے امتِ مسلمہ کے، سپرد کیا ہے، وہ بھی آپ کی طرح ان تمام ہدایاتِ الہی کا مخاطب ہے، اور آپ سے کہیں زیادہ اس زاوِ راہ اور ساز و سامان کا محتاج ہے۔ اس کو ہر وقت ہدایاتِ قرآنی اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کی کوشش میں لگا رہنا چاہیے کہ اس کے بغیر وہ اس پر خطر راہ پر نہ صحیح طور پر چل سکتا ہے، نہ قائم رہ سکتا ہے۔

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص بقدر استطاعت ہی سعی کر سکتا ہے، اور بقدر سعی ہی توفیق الہی اور قرب الہی حاصل کر سکتا ہے، لیکن یہ نہ سمجھیے کہ توجہ الی اللہ اور قرب الہی کے مقدمات کے لیے مطلوب اعمال کچھ اتنے مشکل ہیں جو صرف خواص ہی سے بن پڑ سکتے ہوں، اور یہ مقدمات صرف انہی کا نصیب ہوں۔ ان میں سے کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو، کسی نہ کسی درجہ میں، ایک عام انسان کے لیے کرنا ممکن نہ ہو، یا مشکل ہو۔ جنت اور قرب الہی کے راستہ کو تو کہا ہی ”ایسری“ گیا ہے، اور ”الدین یسر“ کی بشارت دی گئی ہے۔

قرب الہی کی جستجو، اور ان اعمال کو کرنا، یا کرتے رہنے کی کوشش کرنا، ہر لمحہ کا کام ہے۔ لیکن بعض لمحات ایسے ہوتے ہیں جب انکا حصول نسبتاً اور آسان ہو جاتا ہے، اور ان کے نتائج میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ ہر شب و روز میں ایسے کئی لمحات آتے ہیں، مگر رات کے لمحات خصوصاً ایسے ہی لمحات ہیں۔ اسی طرح مہ و سال کی گردش میں رمضان المبارک کا مہینہ بھی ایسا ہی وقت ہے۔ یہ بات کہ ہر رات ایک گھڑی ایسی آتی ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر اترتا ہے اور اپنا دستِ کرم پھیلاتا ہے، رات کے لمحات کی قدر و قیمت اور نتیجہ خیزی ظاہر کرتی ہے۔ اور یہ بات کہ ماہِ رمضان میں شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، فرض کا اجر ستر گنا ہو جاتا ہے، اور نفل کا فرض کے برابر، رمضان کی قدر و قیمت واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ رات ہر روز آتی ہے، اور رمضان ہر سال۔ ان قیمتی اوقات سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہوں، اٹھائیے۔ اس سال رمضان میں کم سے کم ان اعمال کو کرنے کا عزم کیجیے، اور کرنا شروع بھی کر دیجیے، جو عوامی دعوت کی پُر خطر راہ سے گزرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

بنیادی طور پر یہ بات یاد رکھیے کہ ان اعمال میں سے کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو کرنے کے لیے زندگی کے عام معمولات کو ترک کرنا پڑے، یا ان میں خلل پڑے، یا مشغول ترین زندگی میں بھی اس کی گنجائش نہ نکل سکے۔ اصل چیز توجہ، اور اصل نسخہ عام معمولات ہی کو قرب الہی کے حصول کا ذریعہ بنا لینا ہے۔ اضافی اعمال تو بہت قلیل اور بہت کم وقت طلب ہیں۔ جو وقت اور محنت طلب ہیں، جیسے قیامِ لیل، ان کو بھی سہولت کے ساتھ کرنے کے راستے بتا دیے گئے ہیں۔

۱۔ پانچ وقت کی نماز ہم سب پڑھتے ہیں، لیکن روزانہ پانچ دفعہ اس نہر میں غسل کرنے کے باوجود بالعموم ہماری روحانی اور اخلاقی گندگیاں و سس کی و سس ہی رہ جاتی ہیں جیسی غسل سے پہلے تھیں اور اللہ سے ملاقات اور بات چیت کرنے، اور اس کے سامنے اپنی فقیری اور محتاجی، شکر اور محبت اور

عجز و تذلل کے اظہار کے باوجود ہمیں اس سے کچھ تقرب حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے بڑی بد قسمتی کیا ہو سکتی ہے! حالانکہ نماز خود ہی تقرب ہے، اور قربِ الہی کے حصول کا یقینی نسخہ۔ اسی لیے دعوت و جہاد کی ہر ہدایت کے ساتھ ہر روز پانچ بار اقامتِ صلوٰۃ کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس صورتِ حال کو بدلنا ضروری ہے۔ جب محنت بھی لگ رہی ہے، وقت بھی لگ رہا ہے، تو اس سے نفع کیوں نہ ہو۔ اس نفع کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا ضروری نہیں کہ اقامتِ صلوٰۃ کی ظاہری شرائط — صحیح وقت، تعدیلِ ارکان، اور جماعت — کی پابندی کے ساتھ، جو بالکل اپنے اختیار میں ہے، ہر نماز میں خشوع کے حصول کی کوشش بھی کریں۔ یعنی، نماز کو ایک بے روح رسم کے بجائے اپنے رب سے ملاقات اور گفتگو میں بدلنے کی کوشش کریں۔ یہ کوشش بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ اس کے لیے نہ وقت درکار ہے، نہ محنت، نہ طولِ نماز، نہ کوئی اضافی عمل، صرف توجہ درکار ہے۔ توجہ بھی خیالات کو بہکنے اور دل کو دوسووں سے بچانے پر لگانے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ درج ذیل چیزوں پر توجہ مرکوز کرنا بھی کافی ہو سکتا ہے۔

- (۱) جو لفظ یا کلمہ زبان سے کہیں، اس کے معنی ساتھ ساتھ دل میں دہراتے جائیں۔
- (۲) اللہ میرے سامنے ہے، جو میں کہہ رہا ہوں یا کر رہا ہوں، اسے وہ دیکھ رہا ہے۔
- (۳) اپنی غلامی اور تذلل کی جسمانی وضع پر نگاہ اور تصور جمادیں کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

(۴) میں اللہ سے ملاقات اور بات چیت کر رہا ہوں۔

(۵) یہ میری آخری نماز ہو سکتی ہے۔

- (۶) میری یہ نماز آخرت میں اللہ کے سامنے پیش کی جائے گی، اپنے اختیار سے کوئی ایسی چیز نہ کروں کہ یہ قبول نہ ہو۔

خشوع کے حصول کی جو ترکیب قرآن نے بتائی ہے، وہ یہی ہے کہ دل کو دھڑکا بگا رہے کہ اپنے رب سے ملاقات کرنا ہے اور اسی کے پاس واپس جانا ہے۔

آنے والے رمضان کی نمازوں ہی سے آپ خشوع پیدا کرنے کے لیے ان تدابیر پر عمل شروع کر دیں، اور پھر ان پر برابر عمل کرتے رہیں، تو انشاء اللہ نماز سے آپ کو مطلوبہ زادِ راہ ملنا شروع ہو جائے گا۔

۲۔ رات کی نماز فرض تو نہیں رکھی گئی، کیوں کہ عام انسان بیماری، کسبِ معاش، اور قتلِ فی

سبیل اللہ جیسی مشغولیات کی وجہ سے اس کو نباہ نہیں سکتا تھا۔ لیکن اس کی تاکید اور ترغیب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی صفات میں قیام لیل کا ذکر بار بار بڑے اہتمام سے کیا ہے: وہ ”جو راتیں سجد و قیام میں گزارتے ہیں“ (الفرقان، الزمر) وہ جو ”راتوں کو کم ہی سوتے تھے“ پھر رات کی آخری گھڑیوں میں استغفار کیا کرتے تھے“ (الذاریات) وہ ”جن کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور لالچ کے ساتھ پکارتے ہیں“ (السجدہ)

تاکید کتنی ہی ہو، جس بات کی دین میں صرف ترغیب کی حد تک تاکید کی گئی ہم اس کو ہر ایک کے لیے لازم نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہم دعوتِ عام اور جہاد میں مشغول ہر شخص سے قیام لیل کا مطالبہ نہیں کرتے۔ یہ آج کل کی مصروف زندگی میں ایک ایسا اضافہ ہوگا جس کو کم ہی لوگ نباہ سکیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی زبردست ترغیب کے بعد اگر آپ کے دل میں رات کی گھڑیوں میں اپنے رب سے لو لگانے کی ہوک اٹھے، تو آپ کو یہ ضرور جاننا چاہیے کہ اس کام کو کرنے کے آسان طریقے بھی ہیں۔

(۱) اگر آخر رات میں اٹھ کر نماز پڑھنا مشکل ہو، تو پھر سونے سے پہلے ہی اٹھ رکھتیں پڑھ لیں۔ اگر سونے سے پہلے بھی نماز کے لیے وضو کرنا اور کھڑا ہونا دشوار ہو، تو عشا کی نماز کے ساتھ پڑھ لیں۔ نبی کریمؐ سے رات کے ابتدائی حصہ میں، بلکہ ہر حصہ میں، پڑھنا ثابت ہے۔ اگر آپ ارادہ کر کے ایک دفعہ شروع رات میں پڑھنے لگیں گے، تو انشاء اللہ بیچ رات یا آخر رات میں پڑھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

(۲) رات کی نماز کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ آپ لازماً طویل قرات ہی کریں۔ آخری دس سورتیں ہی ہر رات نماز میں پڑھیں، یا آخر کی کوئی اور چھوٹی سورتیں، تو یہ بھی کافی ہے۔ سورۃ اخلاص ایک تنائی قرآن کے برابر ہے، سورۃ کافرون ایک چوتھائی کے، سورۃ نصر ایک چوتھائی کے، سورۃ زلزال نصف کے، اور سورۃ نکاثر ایک ہزار آیات کے (اوکما قل صلی اللہ علیہ وسلم)۔ چھوٹی سورتیں اپنے حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہوں، اپنے مضامین اور اجر کے لحاظ سے بڑی سورتوں سے کسی طرح کم نہیں۔ نبی کریمؐ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جس نے قیام میں دس آیات تلاوت کیں اس کا نام غفلوں میں نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے ایک سو آیات کی تلاوت کی اس کا شمار قانتین میں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اذا زلزلت اور القارعہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھوں، تو یہ اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آل عمران کو جلدی جلدی

بغیر سمجھے پڑھ دوں۔

(۳) اگر یہ بھی آپ کے لیے مشکل ہو، تو فجر اور عشا کی نمازیں، جو آپ کو بہر صورت باجماعت پڑھنا چاہئیں، نبی کریمؐ کی اس بشارت پر یقین کے ساتھ باجماعت پڑھیں کہ ”جس شخص نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اس نے گویا آدمی رات قیام کیا، اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی، اس نے گویا پوری رات نماز پڑھی۔“ مشغول سے مشغول آدمی کے لیے بھی قیام لیل کا ثواب حاصل کرنے کا یہ راستہ کتنا آسان ہے! بہت ہی بد قسمت ہوگا وہ جو فجر اور عشا کی جماعت ضائع کرے، اور قیام لیل کے حصول سے محروم ہو جائے۔ خصوصاً فجر، جس کے بارہ میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ”میں صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں، یہ مجھے رات بھر کے قیام سے زیادہ محبوب ہے۔“

(۴) رمضان کے مہینہ میں اگر آپ سحری کے لیے اٹھتے ہیں، تو ذرا سی کوشش سے یہ بہ آسانی ممکن ہے کہ آپ چند منٹ پہلے اٹھ جائیں، اور جتنا وقت ہو اس کے لحاظ سے دوچار رکعتیں پڑھ لیں، اور اس کے بعد، اور نماز نہ پڑھ سکیں تو اس کے بغیر بھی، سجدہ میں اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دیں، اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور آہ وزاری کریں، اس سے اپنے گناہوں پر استغفار کریں، دین و دنیا کی ساری حاجتیں اور نعمتیں اس سے مانگیں، دل سوزی سے اپنی قوم کے لیے، امتِ مسلمہ کے لیے، عالمِ انسانیت کے لیے، ہدایت اور خیر کی دعا کریں، اور خاص طور پر ان لوگوں کے لیے دل کو پکھلائیں جن کو اللہ کی راہ پر لانا آپ کی ذمہ داری ہے، یا جو اس راہ پر آپ کے ساتھ چل رہے ہیں، بحیثیتِ مجموعی بھی اور افراد اور گروہوں کے نام لے لے کر بھی۔ اس طرح آپ ”مستغفرین بالاسحار“ کے زمرہ میں شامل ہو جائیں گے، آہِ سحرگاہی کی لذت سے آشنا ہوں گے، اور مخلوقِ خدا سے آپ کے تعلق میں دلسوزی اور بے لوثی پیدا ہوگی۔

رمضان میں اتنا کرنا آپ کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا۔ رمضان کے بعد، جس وقت بھی آپ قیام لیل کریں اس کے بعد، یہ عمل جاری رکھیں، اور جب ممکن ہو سکے تو فجر سے کچھ پہلے اٹھ کر، سجدہ میں پیشانی زمین پر ٹیک کر، یہی عمل کریں، خواہ آپ نماز نہ بھی پڑھ سکیں۔ کیا عجب کہ اس طرح بالآخر اللہ تعالیٰ آپ کو باقاعدگی سے ”استغفار بالاسحار“ کی توفیق بخش دے۔ جب ہی آپ شیطان کے لیے خطرہ بن سکیں گے۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو

۳۔ نماز کا مقصود اللہ کا تقرب اور اس کا ذکر ہے۔ ذکر میں جو کیفیت مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ

آپ اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کو یاد رکھیں اور یاد کریں۔ **يَذْكُرُونَ اللّٰهَ لِيَاْمًا وَّ تَعْمُوًّا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ**۔ اس کیفیت کے حصول کے لیے یہ بالکل ضروری نہیں کہ آپ زندگی کا کوئی معمول یا مشغولیت ترک کریں۔ ”اٹھتے، بیٹھتے، اور لیٹتے“ کے الفاظ خود اس حقیقت کو آشکار کر رہے ہیں۔ صرف توجہ اور اہتمام درکار ہے۔

زندگی کا ہر کام اسی طرح کرتے رہیں جس طرح کرتے ہیں، لیکن جب اور جتنا ممکن ہو اپنا دھیان اللہ کی طرف کرنے کی کوشش کریں۔ ”وہ میرے ساتھ ہے۔“ ”وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔“ ”وہ میری ہریات سن رہا ہے۔“ ”وہ کھلا رہا ہے اور پلا رہا ہے۔“ ”ہر چیز اس کی بخشی ہوئی ہے۔“ ”جس چیز پر نگاہ پڑے وہ اس کی پیدا کی ہوئی ہے، اس کی ہے۔“ ”ایک دن اللہ سے ملاقات ہو گی۔“ ”اس نعمت کے بارے میں وہ سوال کرے گا۔“ ”ہر کام میں اسی کے چاہنے سے اور حکم و تدبیر سے کامیابی ہوگی۔“ اور اس طرح کی دوسری یادیں۔ اس طرح اللہ کو یاد کرنے کے لیے وقت کی ضرورت نہیں، صرف توجہ چاہیے۔

پھر جب بھی ممکن ہو، تو اپنے دل کی یاد کو الفاظ کی شکل بھی دیں۔ مثلاً، کوئی کام شروع کریں تو اللہ کا نام لے لیں (بسم اللہ)، کسی نعمت سے فائدہ اٹھائیں تو اس کا شکر ادا کر دیں (الحمد للہ)، کوئی گناہ ہو جائے تو احساس ہوتے ہی استغفار کر لیں (رب اغفر لی)، حضور کا خیال آئے، نام آئے، تو درود و سلام پڑھ لیں۔ نبی کریم نے زندگی کے ہر کام کے لیے اذکار اور دعاؤں کی تعلیم اسی لیے دی ہے کہ کام بھی جاری رہیں، اور انہی کاموں میں کثرت سے اللہ بھی یاد رہے۔ یہ بالکل ضروری نہیں کہ آپ لازماً ان اذکار اور دعاؤں کو عربی میں یاد کریں۔ ان کے مفہوم کو اپنی زبان میں زبان سے کہہ لینا، یا دل ہی دل میں کہہ لینا، بھی کافی ہے۔

پوری کوشش کے باوجود آپ یہ سب کچھ کرنا بار بار بھولیں گے، توجہ ہٹ جائے گی، اور اہتمام جاری نہ رہ سکے گا۔ اس سے بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ نسیان تو آدم کی فطرت میں ہے۔ جب یاد آجائے کہ آپ یہ سب کچھ کرنا بھول گئے ہیں، اور یہ معمول ترک ہو گیا ہے، دوبارہ اللہ کی طرف دھیان رکھنے اور یاد کرنے کا کام شروع کر دیں۔ اس طرح جب آپ بار بار بھولیں گے اور بار بار اللہ کی یاد کی طرف آئیں گے، تو آپ کے لیے ”اواب“ کا مقام حاصل کرنے کا دروازہ کھل جائے گا، جس کو جنت کی بشارت دی گئی ہے (سورۃ ق)۔

آپ اسی رمضان سے ذکر کی اس صورت کا اہتمام شروع کر دیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ آپ کو صبح و شام ذکر، کثرت سے ذکر اور اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے ذکر کی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

پاس ہوتی ہے اتنی ہی بے چینی اور لگن سے آپ پانی اور کھانا مانگتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے دل کو آگ سے بچنے کی فکر لگی ہو، اور شدت سے لگی ہو، خوف، اندیشہ، بے چینی اور اضطراب سے دل بھرا ہوا ہو اور پھر آپ کہیں **اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ** تو ان الفاظ کا اثر ہو گا۔ دل میں آگ لگی ہو گی تو الفاظ دل سے نکلیں گے، رنگ لائیں گے۔ الفاظ آپ دل سے کہیں گے، تو دل کو آگ سے بچنے کی فکر لگتی جائے گی۔ مانگنے سے بھی بھوک پیاس لگنے لگتی ہے۔ یہ گویا دو طرفہ عمل ہے۔

اس دعا کو ایک خاص طریقہ سے پڑھنے سے، یہ صبح و شام آپ کو اپنے رب سے ملاقات کو یاد رکھنے کا موثر ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس میں کوئی وقت بھی نہیں لگتا۔ آخرت کا یہ سفر قرآن مجید میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ میں ہر بار اس سفر کے کسی ایک مرحلے کی تصویر اپنے ذہن میں یاد کر کے کہتا ہوں **اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ**۔

یہ طریقہ کیا ہے؟ آپ پہلی دفعہ کہیں، تو موت کا وقت یاد کریں۔ قرآن مجید میں موت کے وقت کا اثر سے ذکر کیا گیا ہے۔ کسی ایک منظر کو اپنے ذہن میں قائم کر لیں۔ ایک یہ ہے: جب جان گلے تک پہنچ جائے گی، کوئی سہارا نظر نہ آئے گا جو موت سے بچالے، کوئی جھاڑ پھونک کر کے بھی نہیں بچا سکتا۔ یقین ہو جائے گا کہ بس اب تو دنیا کو چھوڑنا ہے۔ بھائی بہن، باپ، رشتہ دار، مال و دولت، مکان سب چھوڑنا ہیں۔ جسم کی سب قوتیں ختم ہو جائیں گی، پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ اب اللہ کی طرف جانا ہے، اور سوائے اعمال کے کوئی سہارا نہیں۔ (القیامہ ۷۵: ۲۶-۳۰)

یا اس وقت کو یاد کریں جب فرشتے آئیں گے اور چہروں اور پیٹھوں پر آگ کے کوڑے ماریں گے **بَضْرَبُونَ وُجُوَّهُمْ وَأَنْبَاءَهُمْ**۔ یا موت کے کسی اور منظر کو چند سیکنڈ کے لیے، قرآن کے کسی حصے کے ذریعے، ذہن میں لا کر آپ موت کا وقت یاد کریں، اور پہلی بار کہیں **اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ**۔

دوسری بار کہنے لگیں تو قبر کا مرحلہ یاد کریں۔ موت کے بعد قبر کی منزل ہے۔ کہا گیا ہے کہ قبر ہی دراصل فیصلہ کرے گی کہ آگے کیا ہو گا۔ یا تو یہ آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ۔ حضرت عثمانؓ جب قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اتنا زار و قطار روتے تھے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جایا کرتی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قبر کستی ہے، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں کیروں کا گھر ہوں۔ تو، قبر کا کوئی منظر ذہن میں یاد کریں اور

کہیں اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

تیسرا مرحلہ ہوگا جب آپ کو قبروں سے نکال کر اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ لوگ دیوانہ وار اٹھ کر بھاگیں گے، ہوش اڑے ہوں گے، نگاہیں اٹھ نہ رہی ہوں گی، چہروں پر ذلت کی سیاہی ہوگی، ننگے ہوں گے مگر دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔ سورج قریب آجائے گا، پسینہ اس طرح بے لگاکہ لوگ کانوں تک غرق ہوں گے۔ ہلکے سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ آدمی کو آگ کے جوتے پہنا دیے جائیں گے اور اس کا دماغ کھولے گا۔ اعمال نائے ہاتھ میں ہوں گے، اور سب خدا کے حضور کھڑے ہوں گے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قسمت کا فیصلہ ہو رہا ہوگا۔ جس کے نیک اعمال بھاری ہوں گے تو وہ دل پسند زندگی پائے گا۔ جس کے اعمال بد بھاری ہوں گے تو اس کا تو ٹھکانہ آگ کا گڑھا ہوگا۔

یہ منزل ہے حشر کی۔ کسی بھی منظر کو ذہن میں تازہ کر لیں اور تیسری بار کہیں اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

چوتھی منزل پل صراط کی ہے۔ آپ سوچیں کہ میں جنم پر سے گزروں گا، کہ ہر شخص وہاں پروا در ضرور ہوگا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ ہوا کی رفتار سے گزر جائیں گے، بعض لڑکھڑاتے ہوئے گزریں گے، اور بعض وہیں اندر گر پڑیں گے۔ اس وقت تو اعمال ہی سواری ہوں گے، کوئی اور سواری نہ ہوگی۔ آپ اس منظر کو ذہن میں لائیں، اور چوتھی بار کہیں اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

پانچویں بار اس آگ کو دیکھیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور تفصیل سے کیا ہے۔ آگ کا بستر ہے، آگ کی چھت ہے، پیپ کا پانی ہے، کانٹوں کا کھانا ہے، لوہے کے ہتھوڑے ہیں، سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جا رہا ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی یاد کریں، اور پھر پانچویں بار کہیں اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

پھر وہاں ایک عذاب اور ہے۔ یہ رسوائی اور حسرت و ندامت کا عذاب ہے، یہ نفسیاتی اور روحانی عذاب ہے۔ چھٹی بار اس کا تصور کریں۔ یہ حشر سے شروع ہوگا، مثلاً، جب وہاں آپ کے سارے اعمال براڈ کاسٹ کر دیے جائیں گے (وَإِنَّا السُّحُفُ نُشْرَتُ) کیا آپ اس گھڑی کا سامنا کر سکتے ہیں؟ میں بھی اپنے آپ کو جانتا ہوں، آپ بھی اپنے آپ کو جانتے ہیں، کون یہ رسوائی مول لے سکتا ہے کہ اس کے سارے اعمال لاؤڈ سپیکر پر بیان ہونا شروع ہو جائیں۔ کتنی رسوائی، کتنی ذلت ہمارے حصے میں آ سکتی ہے؟ پھر وہاں زبردست ندامت و حسرت یہ ہوگی کہ

ہماری اتنی مختصر سی عمر تھی، اس کو ہم نے کیوں ضائع کر دیا۔ پھر جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو کوئی نجات کی صورت نظر نہ آئے گی۔ جن کا مذاق اڑاتے تھے ان کو ہی عیش و آرام میں دیکھیں گے۔ آپ ذلت کا، رسوائی کا، حسرت کا، یہ عذاب یاد کریں، اور چھٹی بار کہیں **اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ**۔ اور آخر میں ساتویں بار آپ یہ سوچیں کہ جو کچھ کل پیش آنے والا ہے، یہ سب آج کی کمائی ہے۔ کل جتنے بھی مرحلے ہیں، یہ آسان ہوں گے تو آج کے اعمال سے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ مجھے ان اعمال سے بچالے کہ جو کل آگ بننے والے ہیں۔ پھر آپ ساتویں بار کہیں **اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ**۔

اس طرح آپ دنیا سے چلنا شروع کریں، موت کے وقت سے جہنم تک پہنچیں، پھر واپس لوٹ کر آج کی دنیا میں آجائیں۔ یہ سفر مکمل ہو جائے گا۔

منضبط طور پر موت کے بعد اللہ سے ملاقات یاد رکھنے کے لیے پانچ وقت کی نماز، اور **اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ** کی (درج بالا طریقہ کے مطابق) دعا کے علاوہ وضو بھی بہت مہم و معاون ہو سکتا ہے، اگر وضو کرتے ہوئے چند دعائیں پڑھی جائیں، زبان سے نہ ہوں تو دل ہی دل میں۔ امام غزالیؒ نے ”احیاء العلوم“ میں اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ”غیثۃ الطالبین“ میں انکی تعلیم دی ہے۔ خاص طور پر کلی کرتے ہوئے:

میرے اللہ، تیری کتاب کی تلاوت اور تجھے کثرت سے یاد رکھنے میں میری مدد کر۔

ناک میں پانی دیتے ہوئے:

میرے اللہ، میں تجھ سے دوزخ کی بدبو سے پناہ مانگتا ہوں، مجھے جنت کی خوشبو عطا کر۔

منہ دھوتے ہوئے:

میرے اللہ، جس دن منہ روشن ہوں گے، میرا منہ اپنے نور سے روشن کر، جس دن منہ

کالے ہوں گے، میرا منہ کالا نہ کر۔

ہاتھ دھوتے ہوئے:

میرے اللہ، میرا اعمال نامہ میرے داہنے ہاتھ میں دینا، اور میرا حساب آسان کرنا۔

میرے اللہ، میرا اعمال نامہ میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا۔

سر کا مسح کرتے ہوئے:

میرے اللہ، جس دن تیرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، مجھے اپنے عرش کے تلے

سایہ دے۔

پاؤں دھوتے ہوئے :

میرے اللہ، میرے قدم جمادے جس دن پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔

۵۔ قیام لیل کا ایک بڑا مقصد قرآن کو ترتیل سے پڑھنا ہے، تاکہ اس کی آیات دل و دماغ اور روح میں جذب ہو سکیں۔ طویل قیام نہ کر سکنے، قرآن یاد نہ ہونے، اور عربی نہ جاننے کی وجہ سے اکثر لوگوں کے لیے اس مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ لیکن اب جبکہ ہر ایک کے پاس مطبوعہ قرآن، ترجمہ کے ساتھ، موجود ہے، ارادہ اور عزم کے ساتھ تھوڑا سا زائد وقت لگا کر آپ قرآن سے یہ فائدہ کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی رمضان سے آپ طے کر لیں کہ روزانہ قرآن کی چند آیات — ۳ سے ۱۰ تک، جتنی بہ سہولت ممکن ہوں — ترجمہ سے پڑھا کریں گے۔ لفظی ترجمہ بھی پڑھیں، بالمعاورہ بھی اور اس طرح پڑھیں کہ آپ جس کا کلام ہے اس کے سامنے ہیں۔ اور ایک دفعہ یہ بھی سوچ لیں کہ ان آیات میں کیا کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے یاد رکھنا چاہیے، یا کرنا چاہیے۔ آپ ۳ آیات بھی روزانہ پڑھیں، تو تقریباً ۶ سال میں قرآن مکمل ہو جائے گا۔ ایسے ۶ سال کے کتنے عرصے اب تک گزر چکے ہیں! اور ۱۰ آیات روزانہ پڑھیں تو ۲ سال میں مکمل ہو جائے گا۔ لیکن آپ جتنا باقاعدگی سے پڑھ سکیں اس سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں۔

زندگی کے ہر کام میں، اور خاص طور پر عوامی دعوت و جہاد کے ہر کام میں، اس بات کو یاد رکھنے ہی سے تعلق باللہ اور توحید کی اصل روح آپ کو حاصل ہو سکتی ہے کہ تصرف و تدبیر کا تمام اختیار اللہ اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ منصوبے آپ سب بنائیں، تدابیر آپ سب اختیار کریں، لیکن یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ میری تدبیر سے، یا تعداد سے، یا مادی اسباب سے کچھ ہوگا، کوئی دعوت قبول کرے گا، لوگ جمع ہو جائیں گے، یا کوئی کامیابی نصیب ہو جائے گی۔ اور کچھ کام بن جائے، تو یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ یہ میں نے کیا، یا یہ میری حسن تدبیر سے ہوا۔ اس بات کو یاد رکھیے کہ **فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفالہ: ۱۷)** (پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو قتل کیا اور اے نبی، تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا)۔

توحید و توکل کی روح ترک اسباب نہیں، ترک رویت اسباب ہے۔ اس لیے جو کام بھی کریں، اس میں کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کریں، اور جو کام بھی بن پڑے، اس پر اپنی

کو ششوں پر ناز کرنے کے بجائے اسی کا شکر ادا کریں۔ یہ بھی ذکر ہے، اور بہت اچھا ذکر۔
اللہ تعالیٰ سے جس تعلق کی آپ کو ضرورت ہے، اس کے لیے دو دعاؤں کے مضمون کو
مطلوب و مقسود کے طور پر اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے سے آپ کو ہمیشہ یاد رہے گا کہ کیا بنتا
ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنْ اِنْتِقَابٍ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّبَاۗءِ وَبَلْسَانِيْ مِنَ الْكَلْبِ وَعَيْنِيْ
مِنَ الْخِيَاۗتَةِ اِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِثَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الْاَنْۢسُوۡدُ

میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک کر دے (کہ کوئی دورنگی نہ رہ جائے) اور
میرے عمل کو ریا سے (کہ جو کچھ تمہوں صرف تیرے لیے کروں) اور میری زبان کو
جھوٹ سے اور میری نگاہ کو خیانت سے (کہ تیری رضا اور وجہِ کریم سے ہمک کر کسی
اور ہی مطلوب و محبوب پر نہ جم جائے) بے شک تو نگاہوں کی خیانت بھی جانتا ہے،
اور جو کچھ دلوں میں چھپا ہوتا ہے وہ بھی۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ لَكَ ذَكَرًا، لَكَ شَكَرًا، لَكَ رَهَابًا، لَكَ مَطْعَمًا، لَكَ
مُحِبًّا اِلَيْكَ اَوْ اِهَابًا مُّبِيًّا۔

میرے اللہ مجھے ایسا بنا دے کہ تجھے بہت بہت یاد رکھوں اور یاد کروں اور تیرا بہت
بہت شکر کروں اور تجھ سے بہت بہت ڈرتا رہوں اور (دوڑ دوڑ کر تجھے خوش کرنے
کے لیے) وہ کام بھی کروں جو تو نے لازم نہیں کیے اور (یہ سب کرتے ہوئے) میرا
دل تیرے آگے جھکا رہے اور (یہ سب کرنے کے بعد بھی) احساسِ تقصیر و ندامت
سے لبریز) بار بار آہ آہ کرتا ہوا تیری طرف لوٹتا رہوں۔

آپ کتنے ہی مشغول و مصروف رہتے ہوں اور آپ کا علم کتابی کم ہو، درج بالا معمولات و
مشاغل میں مشغول ہی سے کوئی چیز ایسی ہوگی جو آپ کے لیے کرنا ممکن نہ ہو۔ ضرورت صرف
اس کی ہے کہ آپ کو یہ احساس ہو کہ دعوتِ عام اور اصلاحِ خلق کا جو عظیم اور پرخطر کام آپ
کرتے ہیں، اس کے لیے اعتصام باللہ، اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد، اس کا قرب اور اس کے
حضور قیام و مناجات بالکل ناگزیر ہیں۔ نہ کہ کسی تدبیر یا اڑنا یا ہر ترقی تدبیر سے بھاگنا۔ اس کے لیے
پانچ وقت کی نمنڈ سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا اور ان دیگر اشغال کا اہتمام کرنا جو بغیر
اضافی وقت اور محنت کے بہ آسانی ہو سکتے ہیں، سب سے سہل اور کارگر نسخہ ہے اسی طرح اخلاص
و لگیئت پیدا ہو سکتی ہے اور آپ حنیف بن سکتے ہیں۔